معاشرتی مسائل:

مدارس بنات کے لئے شرعی ہدایات

مولانا مفتی محمد اسماعیل طورو

رئیس دارالافتاء جامعہ اسلامیہ صدربازار راولپنڈی

ذیل مضمون مدارس بنات کے مسئولین کے استفادہ کے لئے پیش کیا جا رہا ہے۔امید ہے کہ اربابِ مدارس قواعد وضوابط کی تشکیل میں اس سے استفادہ کرینگے۔......ادارہ

قرآن حکیم کی پہلی وحی کے پہلے لفظ اقرا سے اس طرف اشارہ ہے کہ معاشرے میں انسان کی ہر برائی، ہر خامی اور ہر پستی کا ازالہ علم دین کے حصول سے ہوسکتا ہے۔اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:''**طلب العلم فریضة علی کل مسلم**''. (ابن ماجه)

ترجمہ:''کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد اور عورت) پر فرض ہے''۔

یعنی اتنا علم کہ جس سے روزمرہ کی زندگی دینی تعلیمات کی روشنی میں گزاری جاسکے۔یہ ہر مسلمان مرد کی طرح عورت پر بھی فرض ہے۔اس مقصد کے لئے آج کل دینی مدارس میں لڑکیوں کے مدارس کا انتظام ہے اور خواتین کا تبلیغ مین جانا بھی اس مقصد کے لئے ہوتا ہے۔لیکن شرائط کا لحاظ نہ رکھنے کی وجہ سے ان ذریعوں سے فائدے کی بجائے نقصانات ہوتے ہیں۔اور علم دین صرف معلومات کی حد تک رہتا ہے۔اور اکثر ان لڑکیوں کی غیر محرموں سے آزادانہ گفتگو،امور خانہ داری میں سستی، رشتے کے انتخاب میں ان کا انداز بے حجابانہ اور خاوند کے ساتھ ان کا برتاؤ گستاخانہ ہوجاتا ہے۔جس وجہ سے عام آدمی علم دین سے متنفر اور بیزار ہوجاتا ہے۔قطع نظر ان خرابیوں کے یہ بات قابل تحقیق ہے کہ عورتوں کا تبلیغ اور علم دین کے حصول کے لئے گھروں سے نکلنا درست ہے یا نہیں؟ واضح رہے کہ عورتوں کا گھروں سے نکلنا بہت بڑا فتنہ ہے۔اس لئے حضرات فقہاء کرام نے مسجد کی جماعت، جمعہ، حصول علم اور وعظ سننے کے لئے عورتوں کے نکلنے کو درست نہیں قرار دیا۔

قال العلامة الخوارزمی نا قلا عن فخر الاسلام :.

" والفتویٰ الیوم علی الکراهة فی الصلوات کهلا لظهر الفساد ومتی کره حضور المسجد للصلوٰة لان یکره حضور مجالس العلم خصوصاً عند هولاء الجهال الذین تحلوا یحلیة العلم اولیٰ .(الکفا یة مع فتح القدیر)"

وقال العلامة الحصکفیؒ :.

"ویکره حضور هن الجماعة ولو لجمعة وعید ووعظ مطلقا ولو عجوز الیلا علی المذهب المفتی به لفساد الزمان واستثنی الکمال بحث العجائز المتفانیه."

وقال الامام الطحطاویؒ:"قوله ولو لجمعة وعيد ووعظ)قال فى مجموع النوازل يجوز الزوج ان ياذن لها لخروج الى زيادة الا بوين وعيا د تهما وتعزيتهما او احدها وزيارة المحارم فان كانت قابلة اوغاسلة اوكان لها على اخر حق او عليها حق تخرج بالاذن والحج على هذا وفيما عداذ لک من زيارة الا جنائب وعيادتهم والوسيمة لا باذن لها ولا تخرج ولو اذن لها وخرجت كا ناعاصيين".(حاشية الطحطاوى على الدر ص ۲۴۵ ج ۱).

وقال الحا فظ العينیؒ:"قال ويكره لهن لها حضور الجماعة) اى يكره للنساء (يعنى الشواب منهن وهى جمع شابه) وهذه اللفظة باطلا قها تتناول الجمعة والا عيادو الكسوف والا ستسقاء وعن الشافعى يباح لهن الخروج (لما فيه) اى فى حضور الجماعة (من خوف الفتنة) عليهن من الفساق وخروجهن سنن الحرام وما يفضى الى الحرام فحرام و ذكر فى كتاب الصلوة مكان الكراهة الاسا ئة والكر هة افحش .قلت المراد من الكراهة التحريم ولا سيما فى هذا الزمان لفساد اهله".(۴۲۰ ج ۲).

وقال العلامة السهار نفوریؒ:"مغزيالشرح النقاية والفتوى اليوم على الكر اهة فى صلوات كلها لظهور الفساد ومتى كره حضور هن فى المسجد للصلوٰة فلان يكره حضور هن فى مجالس الوعظ خصوصا عند هئولاء الجهال الذين تحلو بحلية العلماء اولى هكذا قال المشائخ ولو شاهد واما شاهدنا من حضور هن بين مجالس وعاظ زماننا متبرجات بزينتهن لانكروا كل الا نكارؒ معاشرالا برار".(بذل المجهود ص ۳۱۹ ج ۱).

نصوص مذکورہ کا حاصل یہ ہے کہ عورتوں کا مسجد کی جماعت، جمعہ، حصول علم اور وعظ سننے کے لئے تھوڑے سے وقت کے لئے قریب تر مقامات تک نکلنے پر بھی اسقدر پابندی ہے تو مدارس یا تبلیغ کے لئے کئی کئی دنوں بلکہ مہینوں اور چلوں اور سالوں کے لئے دوردراز مقامات میں جانے کے متعلق بہت ہی غور خوض کی ضرورت ہے۔ البتہ حضرات فقہاء کرامؒ کی عبارات مذکورہ سے یہ ثابت ہوا کہ امور دینیہ کے لئے خواتین کے خروج کی ممانعت قرآن وحدیث میں مطلقاً منصوص نہیں بلکہ ان حضرات نے اپنے زمانے کے حالات اوراور شیوعِ فتن وفسادات کی وجہ سے اصولِ شریعت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی آراء کا اظہار فرمایا ہے۔ لہٰذا ان حضرات کے فیصلوں میں تغیر زمانہ کی وجہ سے ترمیم کی گنجائش ہے۔ دورِ حاضر میں غلبہ جہل اور دین سے بے اعتنائی اس حدتک پہنچ گئی ہے کہ خواتین کے لئے ضرورت شرعیہ کے لئے گھروں سے نکلنا مطلقاً ممنوع اور حرام قرار دینا اور کسی بھی ضرورت شرعیہ کے لئے اس کی اجازت نہ دینا دین کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہے۔ چنانچہ اسی کے پیش نظر "مجموع النوازل" میں مسائل شرعیہ معلوم کرنے کی ضرورت کی بنا پر شرائط کے تحت خروج کی اجازت دی گئی ہے۔

"ادارادت ان تخرج مجلس العلم والتعلم المسائله من مسائلالوضوء والصلوة ان كان الزوج يحفظ المسائل ويذكر ها معها له ان يمنعها وان كان لا يحفظها الاولىٰ ان ياذن لها وان لم يا ذن لها فلاشئى عليه .(حاشية

الطحطاوی علی الدرص ۲۴۵ ج ۱)۔"

مذکورہ عبارت اس حوالے سے ہے کہ کیا عورت دین کے لئے باہر نکل سکتی ہے یا نہیں اور کب نکل سکتی ہے کب نہیں۔اور اس کی شرائط کیا ہیں اور اس عبارت کو بحرالرائق اور طحطاوی سے نقل کیا گیا ہے۔جس کو ہر وہ مسلمان جو اہل السنۃ والجماعۃ کے ساتھ منسلک ہو مانتا ہے۔

(۱) دینی پروگرام میں دین سیکھنے کے لئے اگر جانا چاہے۔تو خاوند کی اجازت کے بغیر بالکل نہیں جا سکتی۔

(۲) اگر عورت کو کوئی دینی مسئلہ پیش آیا ہو۔جس کا اس کو علم نہیں (اور اس پر اس کو عمل کرنا فرض یا واجب ہو اور اس وقت اس کی ضرورت ہو) تو اس کو چاہیئے کہ نہ نکلے بلکہ کسی عالم سے خاوند کے ذریعے سے پوچھوالے۔

(۳) اور اگر خاوند عورت کے لئے مسئلہ نہ پوچھے تو عورت اس مسئلہ کے لئے چاہے خاوند اجازت نہ دے عالم سے معلوم کرنے لئے جاسکتی ہے۔(لیکن عالم کے پاس جانا اور عالم سے پوچھنے کے دوران شرعی اصولوں مثلاً پردہ وغیرہ کا اہتمام لازم ہوگا۔تاکہ عورت کی ہیئت مردوں کی نظر کو اپنی طرف مائل نہ کرے جیسا کہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے۔اے عورتو: مت نکلو اپنے گھروں سے آرائش وزیبائش کے ساتھ جس طرح زمانہ جاہلیت میں ہوتا تھا۔فقہ اور دینی علوم کے حصول کے لئے نکلنے کی صورت میں مندرجہ ذیل تفصیل ضروری ہے۔احکام شریعت کے علم اور ان پر عمل کرنے میں پختگی کی غرض سے کسی ایسی "مدرسۃ اللبنات" میں عورتوں کا پڑھنا جائز ہے۔جس میں مندرجہ ذیل شرائط کی پابندی کا اہتمام ہو۔

(۱) پڑھانے والی صرف خواتین ہوں نامحرم سے پڑھنا درست نہیں۔(الا یہ کہ شرائط کا لحاظ رکھا جائے)۔

(۲) معلمات روزمرہ کی زندگی سے متعلقہ مسائل واحکام شرع کے علم میں کمال رکھتی ہوں۔

(۳) عمل میں پختہ ہوں اور متعلمات میں بھی عملی پختگی پیدا کرنے کی فکر رکھتی ہوں۔معاشرہ میں پھیلی ہوئی بدعات اور منکرات وفواحش سے خود بچنے اور دوسروں کو بچانے کا درد رکھتی ہوں بالخصوص وہ منکرات جو عام معاشرہ میں داخل ہوگئے ہیں۔جیسے بے پردگی،تصویر، ٹی وی،غیبت وغیرہ۔نصابِ تعلیم اور طریقِ تعلیم کا مقصد ومحور یہی ہو۔جو اوپر بیان کیا گیا ہے یعنی روزمرہ کی زندگی سے متعلقہ احکام شریعت کے علم اور اس کے مطابق عمل میں پختگی پیدا کرنا۔بالفاظ دیگر فکر آخرت پیدا کرنا۔اصطلاحی عالمات اور فاضلات بنانے والا نصاب واجب الترک ہے اور ایسے القاب حاصل کرنے کی ہوس واجب الاصلاح ہے۔

(۴) مدرسہ میں کوئی محرم چھوڑ کر آئے اور واپسی پر بھی محرم ساتھ ہو اور مدرسہ انتظامیہ محرم کی تحقیق کر کے یقین کرلے کہ واقعتہ یہ محرم ہے۔

(۵) گھر سے مدرسہ جانے آنے اور مدرسہ میں پہنچنے کا اور واپسی کا وقت متعین ہونیکی وجہ سے بدمعاش مردوں کا پیچھا کرنے کا خطرہ نہ ہو اور نہ ڈرائیور کی شرارت کا خدشہ ہو۔

(۶) جہاں مقرر بسیں جو بچیوں کو لاتی اور لے جاتی ہوں وہاں اس کا خیال رکھا جائے جو پہلی گاڑی میں بیٹھے تو دیگر بچیاں بیٹھنے تک پہلا بچی کا محرم ساتھ ہو چاہے اس میں تکلیف ہو پھر بھی بچی کو اکیلی مطلقاً نہ چھوڑا جائے اس لئے کہ نامحرم سے خلوت گناہ ہے۔

(۷) گھریلو کام کاج کو اپنی شان کے خلاف نہ سمجھیں۔(لہٰذا ایسے مدرسے میں بچی کو داخل نہیں کیا جائے جس میں اس حوالے سے تربیت نہ ہو)۔

(۸) قرآن وحدیث سے براہ راست مسائل اخذ کرنے کا کام نہ شروع کردیں یہ شوق دین کی تباہی اور الحاد کے پھیلنے کا باعث بنتا ہے۔

(۹) لڑکیوں کا مدرسہ لڑکوں کے مدرسے کے قریب تر نہ ہو۔

(۱۰) لڑکیوں کے مدرسہ میں آنے جانے کا راستہ بھی محفوظ ہو۔

(۱۱) لڑکیاں چست اور چمکدار برقعہ یا چادر اور بجنے والا زیور پہن کر گھر سے مدرسہ میں نہ آئیں جائیں۔

(۱۲) مدرسہ کے باورچی خانہ میں بھی لڑکیوں کی آمد ورفت نہ ہو۔(بیشک چھوٹی ہوں)۔

(۱۳) اگر پڑھانے والے مرد ہوں تو مندرجہ ذیل شرائط کا لحاظ رکھا جائے۔

۱۔کوئی غیر درسی بات چیت نہ کی جائے۔

۲۔رجسٹر میں صرف رول نمبر لکھے جائیں نام نہ پکارے جائیں۔

۳۔سبق سننے کے لئے ہفتہ وار یا تین چار دنوں میں ایک بار گزشتہ سبق کا تحریری امتحان لیا جائے اور نگرانی کے لئے کسی استانی کو مقرر کیا جائے۔

۴۔لڑکیوں کو استاد سے سبق کے بارے میں کچھ پوچھنا ہو تو تحریراً پوچھنا بہتر ہے۔نہ ہنسی، نہ لطیفہ، نہ فضول بے مقصد گفتگو اور نہ بغیر ضرورت کے بچیوں کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کی جائے۔

(۱۴) مدرسہ سے فارغ ہونے کے بعد سرکاری ملازمت اختیار نہ کی جائے اس میں پردہ کا مکمل اہتمام نہیں ہوسکتا۔

(۱۵) اکثر معلمات اور متعلمات روایتی پرکشش پردہ کرتی ہیں۔کالی اور نسواری رنگ کی ایسی چادریں جو بدن سے چپک جاتی ہیں۔جس میں جسم اور آنکھوں کی نمائش ہوتی ہے سب سے خطرناک بات ہے۔

(۱۶) بنات کے مدارس کی نگرانی کسی ایسی عورت کے سپرد نہ کی جائے جو خود عالمہ نہ ہو۔بعض مدارس میں مہتمم حضرات اپنی بیویوں کو نگران بنادیتے ہیں۔حالانکہ وہ عورتیں مدرسہ میں پڑھی نہیں ہوتیں بلکہ خالص جاہلات ہوتی ہیں۔

(۱۷) جو مدرسہ کے معلمین اور معلمات کی توہین کرتی ہیں۔جس سے بہت نقصان ہورہا ہے اور یہ دین کی بدنامی ہے۔

(۱۸) ڈرائیور بچیوں کو لے جاتے ہیں۔ان کی تربیت بھی ساتھ ساتھ ہو اور گاڑی اس ترتیب پر ہو کہ ڈرائیور اور بچیوں کے مابین پردہ ہوتا کہ بدنظری نہ ہو۔سرپرستوں کا جوڑ بھی ہر ماہ ہوتا کہ بچیوں کے حوالے سے ان کی تربیت ہو۔

(۱۹) وفاق کے امتحان کے دوران مہتمم صاحب بچیوں اور استانیوں کو دوسرے مدرسہ میں لے کر جاتے ہیں اس دوران پردہ میں سستی کی جاتی ہے اس میں بہت احتیاط کی جائے۔

(۲۰) بعض مدارس کی استانیاں اور بچیاں اتوار بازار، منگل بازار خریداری کے لئے بازار جاتی ہیں۔ان کو اس کی اجازت ہوتی ہے مدارس کی طرف سے کوئی پابندی نہیں ہوتی۔اگرچہ کروڑوں عورتیں خریداری نہیں کرتیں اور گھروں میں ہی ان کی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔(اپنے گھروں سے شرعی مسافت ۷۸ کلومیٹر کے فاصلے پر ہوتی ہیں اور بغیر محرم کے باہر نکلتی ہیں یہ سخت گناہ کا کام ہے۔)

۲۱۔کچھ مدارس ہیں جن میں ''کوئی پیر صاحب'' آتے ہیں اور مدارس کی بچیاں پردہ کرکے پیر صاحب کے سامنے بیٹھ جاتی ہیں اور وہ ان کو بیعت کرتا ہے اس کی اصلاح کی ضرورت ہے۔کیونکہ بچیاں غیر محرم کو دیکھ رہی ہوتی ہیں۔

۲۲۔عالم یا عالمہ مدرسہ کھولے۔دنیا دار چاہے جتنا نیک یا ہوشیار ہو مدرسہ نہ کھولے۔یا کھولے لیکن نگران عالم کو رکھے اور اس کے دینی کام میں دخل نہ دے۔اگر یہ شرائط نہ ہوں تو خیر کی بجائے شر پھیلے گا۔

۲۳۔اہم اور قابل غور بات ہے یہ کہ جن مدارس میں بچیوں سے فیس لی جاتی ہے۔اور فیس بچیوں پر خرچ ہو جاتی ہے۔لیکن کچھ پیسے بچ جاتے ہیں۔کیا یہ ساری باقی ماندہ فیس کا مالک سربراہ ہے؟ یا مہتمم اپنی تنخواہ مقرر کرکے باقی ماندہ فیس کے لئے ادارہ فرضی مالک تصور کرکے ادارے کے دینی کاموں پر وہ خرچ کرے؟ اس سوال کے جواب کے لئے بنوری ٹاؤن، دارالعلوم کراچی اور جامعہ عثمانیہ پشاور کے دارالافتاء سے رجوع کریں۔مذکورہ حالات کے پیش نظر ان جامعات کی اصلاح کی طرف خصوصی توجہ کرنا علماء پر فرض ہے۔جن ''مدارس بنات'' میں یہ شرائط نہ ہوں۔بچیوں کو ان میں داخل نہ کیا جائے۔بلکہ اپنی بچیوں کو اپنے گھروں ہی میں رکھ کر مقصد مذکور تک پہنچانے کی کوشش کی جائے۔جس کے لئے مندرجہ ذیل نصاب کا اہتمام کافی ہے۔

۱۔تجوید قرآن اور تفسیر کے اندر ترجمہ قرآن۔

۲۔بہشتی زیور کی تعلیم۔

۳۔کسی شیخ کامل کے مواعظ کی خواندگی۔

۴۔گھر سنبھالنے کی صلاحیت اور گھر کا کام خود کرنے کا سلیقہ پیدا کرنا اور اس کی عادت ڈالنا۔(ہر جگہ محلے کی بچیوں کے لئے تعلیم بالغات کے ''مختصر فہم دین کورسز'' کا اہتمام کیا جائے۔)

مدرسۃ البنات میں ان کوتاہیوں کی اصلاح:

۱۔ایسی تربیت ہو کہ گھر سنبھالنے کی صلاحیت سے محرومی نہ ہو۔

۲۔ان عالمات وفاضلات کی شادی والدین اکثر وبیشتر جہلاء، فساق، فجار، بے دین، ملحدین اور مبتدعین سے بھی کر لیتے ہیں۔لہٰذا والدین کو احتیاط اور ارباب مدارس کو توجہ دلانے کی ضرورت ہے۔

۳۔جو فیس بچیوں پر مقرر کی جائے اس سے زیادہ یا کم کرنا درست نہیں جب تک دوبارہ معاہدہ نہ ہو۔

۴۔مدرسہ میں کمروں، دریوں اور صفوں وغیرہ کی صفائی کے لئے مختلف اوقات میں نابالغ بچیوں سے پیسے جمع کرنا بغیر معاہدہ کے درست نہیں ہے فیس ایسی مقرر کی جائے کہ اس میں یہ کام بھی ہو جائیں۔

۵۔بچیوں سے فیس بھی لینا اور اسی مدرسہ کے لئے زکوٰۃ کے چندے لیکر مطعم کے خرچے چلانا اور فیس اپنے استعمال میں لانا حرام ہے۔

۶۔کاپی اور کتب پر مخصوص پھولدار کاغذات اور پلاسٹک کو لازم قرار دینا نابالغ بچیوں پر اور غریب لوگوں پر ظلم بھی ہے اور گناہ بھی ہے اور تمام بچیوں کے مدارس میں یہ مصیبت ہے۔

۷۔اس طرح اکثر استانیوں کا خط نہایت گندہ ہوتا ہے اور بچیوں سے مہنگے رجسٹر بھرواتی رہتی ہیں جو حرام ہے اور پیسوں کا ضیاع ہے۔

۸۔اکثر ''مدرسۃ البنات'' میں استانیوں کی تنخواہیں نہایت معمولی ہیں یہ استانیوں کے ساتھ ظلم ہے۔کام کے مطابق ان کی مناسب معقول تنخواہ مقرر کی جائے۔(یا وسائل کے مطابق کام کیا جائے لایکلف الله الا وسعها)۔

۹۔اکثر ''مدرسۃ البنات'' میں بڑی کلاس کی لڑکیاں چھوٹی کلاس کی بچیوں کو پڑھاتی رہتی ہیں جو مکمل فاضلات نہیں ہوتیں ناتجربہ کار ہوتی ہیں اور مدرسۃ چل رہا ہوتا ہے۔اور پڑھنے والی بچیوں کا نقصان ہوتا رہتا ہے۔(مجھے ایسے مدرسے کے بارے میں معلوم ہے کہ ایک بچی دورہ حدیث کے وفاق کے امتحان میں تین بار فیل ہوئی اور بچیوں کو پڑھاتی رہی)۔

۱۰۔بچیوں سے (خصوصاً نابالغ) گھر کے کام کاج لینا ہرگز درست نہیں۔الا یہ کہ طالبہ استانی یا استاذ کی ازخود خدمت کرے۔

۱۱۔اگر مہمان آجائے تو اس کو مشترکہ مطعم سے کھلانا درست نہیں۔جہاں پر بچیوں کی فیس سے کھانا پکتا ہے۔

۱۲۔جو ڈرائیور کو لے جاتے رہتے ہیں۔ان کی تربیت بھی ساتھ ساتھ ہو اور گاڑی اس ترتیب پر ہو کہ ڈرائیور اور بچیوں کے مابین پردہ ہو تاکہ بدنظری نہ ہو۔سرپرستوں کا جوڑ بھی ہر ماہ ہو تاکہ بچیوں کے حوالے سے ان کی تربیت ہو۔

۱۳۔اگر توجہ دی جائے تو سات آٹھ ماہ میں بچی ناظرہ پڑھ سکتی ہے اور دعائیں یاد کرسکتی ہے۔اس لئے بچی نے کل وقت دیا ہوتا ہے۔لیکن ہوتا یہ ہے کہ والدین کو پتہ نہیں ہوتا۔فیس دیتے رہتے ہیں اور بچی بے چاری ڈیڑھ دو سال تک ناظرہ میں لگی رہتی ہے۔

۱۴۔ہمارے مدارس میں یہ ایک کمزوری ہے کہ استانیاں (الا ماشاء اللہ) بچیوں کو ایسا ڈرا دھمکا کر رکھتی ہیں کہ بچیاں ذہنی اٹھان کے اعتبار سے مفلوج ہوتی ہیں۔(آگے جاکر بچیاں وہی کچھ کرتی ہیں جیسے ان کی تربیت ہوئی ہوتی ہے۔

۱۵۔ایک ذراع ڈنڈے کے ساتھ بہت مجبور ہو کر اس طرح ایک یا دو یا تین ڈنڈے مارنے کی اجازت ہے کہ نہ داغ پڑے اور نہ ڈنڈے اٹھاتے وقت کندھے سے پیچھے ہو جائے اور نہ چہرہ پر مارے۔شرعاً اس کی اجازت ہے اس کا لحاظ نہ کرکے بڑے ڈنڈے سے یا تین سے زائد مارنا یا بال نوچنا یا چہرے پر مارنا گناہ ہے۔اور والدین کو ایسی استانی یا استاذ پر شرعی عدالت میں کیس کرنے کی اجازت ہے۔

۱۶۔مدرسہ میں بچیوں کے سامنے مہتمم اور بیوی آپس میں ایسی گفتگو نہ کریں۔جس سے بچیوں پر غلط اثر ہو۔مہتمم مدرسہ اور گھر کا اکاونٹ الگ الگ ہو۔

۱۷۔ استانیوں پر لازم ہے کہ جہاں پڑھا رہی ہیں وہاں پر آپس میں محبت سے رہیں غیبت، چغلی اور حسد سے پرہیز کریں اس میں فائدہ کچھ نہیں اور ذہنی پریشانی مفت میں ہوتی ہے۔ اگر کسی ادارے میں اساتذہ کا آپس میں جوڑ نہیں وہاں پر نہ ادارہ ترقی کر سکتا ہے اور نہ طلبہ میں دین کا جذبہ آ سکتا ہے۔

۱۸۔ طلبہ اور طالبات کے سامنے کسی استاد یا استانی کی مذمت نہ کرے اور نہ اساتذہ کے آپس کا اختلاف طلبہ کے سامنے آنا چاہیئے۔

۱۹۔ اسی طرح ادارے کے مہتمم صاحب اور مہتممہ صاحبہ کی قدر لازم ہے ہو یہ رہا ہے کہ ان ادارے میں پڑھا بھی رہے ہیں اسی سے تنخواہ بھی لے رہے ہیں اور اسی کے پیچھے باتیں بھی کر رہے ہیں یہ بہت بری بات ہے۔

۲۰۔ بعض مدارس میں لڑکیوں کو ٹریننگ سنٹر لے جایا جاتا ہے اور اُن کو مجاہدین کی ٹریننگ وغیرہ دکھائی جاتی ہے۔ ہمارے مدارس کے ساتھ یہ بات اچھی نہیں لگتی۔

۲۱۔ اگر کوئی چاہے کہ میرا مدرسہ کامیاب اور دینی طلباء نیک اور کام والے بنیں تو تختی پٹائی، جاسوسی، کیمرے لگانے سے بہتر چیز مہتمم صاحب کا اخلاص طلباء کے لئے دعا اور مالیات کا صحیح استعمال ہے۔

ع داغ داغ مت کہو سب داغدار ہیں بے داغ بس وہی ہے جو پروردگار ہے۔

تاہم اگر کسی شرط میں غلطی کی رائے ہو تو دیگر مفتی حضرات سے مشورہ کر کے اس پر نظر ثانی کی جا سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھ نصیب فرمائے اور آخرت میں کامرانی نصیب فرمائے!

آمین ثم آمین۔ **فقط واللہ تعالیٰ اعلم حررہ محمد اسماعیل طورو دارالافتاء جامعہ اسلامیہ صدر راولپنڈی۔**

قارئین کے لئے خوشخبری

جامعہ المرکز الاسلامی کا شاندار علمی تحفہ:

"رؤیت ہلال کے بارے میں جدید سائنسی وفقہی تحقیق"

مرتب:۔ مولانا مفتی عظمت اللہ بنوی۔

عنقریب منظر عام پر آئے گی۔ شائقین علوم اپنے لئے کاپی محفوظ کر لیں۔

اس کتاب میں رؤیت ہلال کے بارے میں چیدہ چیدہ اکابر علمائے کرام کی رائے اور عصرِ حاضر کے جدید آلات کی تحقیقات وسائنسی انکشافات کو بیان کرنے کے بعد اس پیچیدہ مسئلے کا شرعی حکم بیان کیا گیا ہے۔

برائے رابطہ:۔ 0333-3509970 / 0302-5762002